

نماز کی عدم پابندی

اور اس کا انجام

قرآن و حدیث کی روشنی میں

مصنف

ابو عدنان محمد منیر قمر

WWW.IRCPK.COM

نماز کی عدم پابندی اور اس کا انجام

قرآن و حدیث کی روشنی میں

تحریر: ابوعدنان محمد منیر قمر، ترجمان سپریم کورٹ، الخمر (سعودی عرب)

یہ بات ذہن میں رکھیں کہ عدم پابندی سے مراد یہ نہیں کہ وہ پڑھتا ہی نہیں کیونکہ ایسا شخص تو تارک نماز ہے۔ اس کی سزا عقاب اور ہے۔

عدم پابندی سے مراد عدم محافظت ہے کہ نمازوں کے اوقات کی پابندی نہ کرنا انہیں بے وقت حسبِ منشاء ادا کرنا اور لا پرواہی کا مظاہرہ کرنا۔ اور چونکہ اسلام کے ارکانِ خمسہ میں سے اقرار توحید و رسالت کے بعد بے شمار فضائل و برکات والا عمل اور اہم رکن دین نماز پختگانہ ہے۔ لہذا نیند اور نسیان یا بھول وغیرہ کسی شرعی عذر کے بغیر اسے وقت سے بے وقت کر کے پڑھنا کبیرہ گناہ ہے۔ جیسا کہ سورہ منافقون آیت 9 میں ارشادِ الہی ہے:

”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَلْهَكُم مَّا مَلَكَتْ أَيْدِيكُمْ وَلَا أَوْلَادِكُمْ وَلَا أَمْوَالِكُمْ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ“

ترجمہ:- ”اے ایمان والو! تمہیں تمہارے مال و اولاد ذرا الہی سے غافل نہ کر دیں اور جو کوئی غفلت کرے گا تو ایسے لوگ ہی (قیامت کے دن) نقصان اٹھانے والے ہیں۔“

یہاں ذکر الہی سے مراد عام ذکر نہیں بلکہ نماز پختگانہ مراد ہے۔ چنانچہ جلالین میں اس آیت کی تفسیر میں ذکر الہی سے مراد نمازیں لکھا ہے۔

(جلالین: 744، دار المعرفہ بیروت)

رئیس المفسرین امام ابن جریر طبری نے بھی اس آیت کے تحت لکھا ہے کہ کہا گیا ہے: ذکر سے مراد یہاں پانچ نمازیں ہیں (مختصر طبری علی المصحف طبع دار الشروق: 638) اور علامہ پیشی نے اپنی کتاب ”الزواجر عن اقتراف الکبائر“ میں لکھا ہے کہ علمائے تفسیر کی ایک جماعت نے کہا ہے کہ اس آیت میں ذکر الہی سے مراد پانچ فرضی نمازیں ہیں۔ تو گویا جو آدمی کاروباری مصروفیات یا بچوں کے کھیل کود میں نمازوں کو بے وقت کر کے پڑھتا ہے قیامت کے دن وہ خسارہ پانے والا ہوگا۔ (الزواجر: 133)

اور تیسویں پارے کی سورہ ماعون میں تو اللہ تعالیٰ نے بڑی سخت وعید سنائی ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”فَوَيْلٌ لِلْمُصَلِّينَ ۝ الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ ۝“

”ایسے نمازیوں کے لئے ویل و ہلاکت ہے جو اپنی نمازوں سے بے خبر ہیں۔“

اس آیت میں نمازیوں کے لئے جس ویل و ہلاکت کا ذکر آیا ہے۔ اس لفظ ”ویل“ کی تشریح کرتے ہوئے امام طبری لکھتے ہیں:

”الوادی الذی یسیل من صدید اهل جهنم“

یعنی ”جہنم کی ایک وادی کا نام ”ویل“ ہے جو جہنمیوں کے پیپ سے بہتی ہے۔“ (مختصر طبری: 704)

الزواجر میں علامہ پیشی نے اور انہیں سے نقل کرتے ہوئے ”تظہیر المجمعات عن ارجاس الموبقات“ میں علامہ احمد بن حنبل بوطامی حفظ اللہ قاضی شرعی قطر نے ویل کی تشریح یوں کی ہے کہ اس سے شدت عذاب مراد ہے یا پھر یہ بھی کہا گیا ہے:

”وادی جہنم لو سیر فیہ جبال الدنیا لذابت من شدة حره“

یعنی ”یہ جہنم کی ایک وادی ہے کہ اگر اس میں دنیا کے پہاڑ بھی ڈال دیئے جائیں تو اس وادی کی شدت حرارت سے وہ پہاڑ بھی پگھل جائیں۔“

(تفسیر جلالین: 90 طبع مصر۔ الزواجر: 133)

اور اس آیت میں نماز سے بے خبری کا کیا مطلب ہے۔ اس کی وضاحت امام جلال الدین نے اپنی تفسیر میں کی ہے کہ:

”یو خرونها عن وقتها“ (جلالین: 823)

”وہ نماز کو اس کے وقت سے موخر کر دیتے ہیں۔“

تفسیر طبری

اور امام ابن جریر طبری نے نمازوں سے بے خبری برتنے والوں کو لاهون سے تعبیر کیا ہے۔ (طبری: 704) کہ جو لوگ نماز سے کھیل تماشہ کرتے ہیں اور بات یہ بھی پہلے والی ہی ہے کہ اپنی مرضی سے جب چاہے پڑھ لی۔ پابندی وقت کی بجائے نماز کو کھیل بنا لیا ہے۔

تفسیر ابن کثیر

اور امام ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ اس بے خبری سے مراد ترک نماز نہیں بلکہ نماز کو ان کے اوقات سے بلاعذر موخر کر کے ادا کرنا ہے۔ کیونکہ اس بات کا تعین تو خود حدیث میں بھی آیا ہے۔ جیسا کہ (مسند بزار میں) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا:

”اپنی نمازوں سے بے خبر لوگوں سے کون مراد ہیں؟“ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”هم الذين يوخرون الصلوة عن وقتها“ (مختصر ابن کثیر للرفاعی: 431/4)

ترجمہ:- ان سے وہ لوگ مراد ہیں جو اپنی نماز کو بے وقت و موخر کر دیتے ہیں۔

اس حدیث کو مسند بزار کی طرف منسوب کرتے ہوئے علامہ بیہقی نے اس کی سند کو ضعیف لکھا ہے۔ (الزواجر: 1/133 مجمع الزوائد: 143/7)

ایسے ہی الترغیب والترہیب میں امام منذری نے اس حدیث کو ابراہیم کے بیٹے عکرمہ کی روایت سے مسند بزار کی طرف ہی منسوب کیا ہے اور لکھا ہے کہ حفاظ حدیث نے اس کو موثقاً ہی روایت کیا ہے اور امام بزار کے سوا اسے کسی نے بھی مرفوعاً روایت نہیں کیا اور عکرمہ ضعیف ہے۔

(الترغیب: 1/285۔ طبع مصر، مجمع الزوائد: 143/7)

گویا یہ مرفوعاً تو ثابت نہ ہوئی البتہ ایک دوسری موقوف حدیث میں یہی مفہوم ہے۔ جس کی سند کو بھی علامہ ابن قیم اور علامہ بیہقی و منذری کی طرف سے حسن قرار دیا گیا ہے۔ وہ مسند ابی یعلیٰ اور درود منثور سیوطی کے مطابق (400/6) ابن جریر ابن المنذر اور بیہقی میں حضرت مصعب بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ جس میں وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد گرامی حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:-

”وہ لوگ جو اپنی نمازوں سے بے خبر ہیں (ان کے لئے ویل ہے) تو ہم میں سے کون ہے جو اس کا شکر نہیں ہوتا اور وہ کون ہے جو دوران نماز خیالات میں مبتلا نہیں ہوتا؟ تو انہوں نے فرمایا:

”لیس ذاک انما هو اضااعة الوقت“.

(بحوالہ بالا، الصلوة لابن قیم: 3، المكتب الاسلامی مجموعہ رسائل الصلاة: 25، الزواجر والترغیب ایضاً)

”ایسا تو نہیں بلکہ اس سے مراد تو نمازوں کے اوقات کو ضائع کرنا ہے۔“

ان دو حدیثوں اور متعلقہ تفصیل سے معلوم ہوا کہ نماز کو وقت سے بے وقت کر کے ادا کرنا کبیرہ گناہ ہے اور ایسا کرنے والوں کو جہنم کی اس وادی میں گرایا جائے گا۔ جس کے عذاب کی شدت کا یہ عالم ہوگا کہ پہاڑوں کے پتھر بھی پگھل جائیں گے۔ اعاذنا اللہ منہ۔ آمین

اس سلسلہ میں ہی (یعنی نماز کے لئے پابندی وقت کی پروا نہ کرنے والوں کو سخت عذاب ہوگا) سورہ مریم میں اللہ تعالیٰ نے اپنے پہلے انبیاء علیہم السلام اور دوسرے سعادت مند لوگوں کا ذکر کیا اور پھر آیت 60، 59 میں ارشاد فرمایا:

”فخلف من بعدهم خلف اضااعوا الصلوة واتبعوا الشهوات فسوف يلقون غيا الا من تاب وآمن وعمل صالحا فاء ولتلك يدخلون

الجنة ولا يظلمون شيئا“

”پھر ایسے ناخلف لوگ ان کے جانشین بنے جنہوں نے نماز کو ضائع کیا اور نفسانی خواہشات کی پیروی کی۔ پس قریب ہے کہ وہ شی یا گمراہی کے انجام سے دو چار ہوں گے سوائے ان لوگوں کے جو توبہ تائب ہو گئے اور ایمان لائے اور اچھے عمل کئے وہ لوگ جنت میں داخل ہوں گے اور ان کی ذرہ برابر حق تلفی نہ ہوگی۔“

یہاں نماز کو ضائع کرنے سے کلی طور پر نماز ترک کرنے کی رائے کو صرف امام ابن جریر طبری نے اختیار کیا ہے۔ جبکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”لیس معنی اضعوا ہاتر کو ہا بالکلیة و لکن اخر و ہاعن اوقاتہا“ (بحوالہ الزواجر: 133/1)

ترجمہ:- نماز کو ضائع کرنے کا معنی ان کا اسے بالکل ترک کرنا نہیں بلکہ انہیں ان کے اوقات سے موخر کرنا مراد ہے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز، امام اوزاعی اور مسروق رحمہم اللہ نے بھی ضائع کرنے کا مطلب انہیں بے وقت کر کے پڑھنا ہی بیان کیا ہے۔

(مختصر ابن کثیر للرفاعی: 618/2)

امام التابیین حضرت سعید بن مسیب نے نمازوں کو ضائع کرنے کا مطلب بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے:

”ہو ان لا یصلی الظهر حتی تاتی العصر ولا یصلی العصر الی المغرب ولا یصلی المغرب الی العشاء ولا یصلی العشاء الی الفجر

ولا یصلی الفجر الی طلوع الشمس“ (الزواجر ایضاً)

ترجمہ:- نمازوں کو ضائع کرنا یہ ہے کہ کوئی شخص نماز ظہر کو اس وقت تک نہ پڑھے جب تک کہ نماز عصر کا وقت نہ ہو جائے اور مغرب ہو جانے تک عصر کی نماز نہ پڑھے

اور عشاء ہو جانے تک مغرب ادا نہ کرے اور فجر ہو جانے تک عشاء کی نماز ادا نہ کرے اور سورج اُگ جانے تک فجر کی نماز نہ پڑھے۔“

ان اقوال صحابہؓ و تابعینؓ سے معلوم ہوا کہ نماز کو ضائع کرنے سے مراد انہیں وقت سے بے وقت کر کے پڑھنا اور ان کی ادائیگی میں عدم پابندی و لاپرواہی برتنا ہے اور جو شخص اسی حالت پر قائم رہے اور توبہ نہ کرے اسے اللہ تعالیٰ نے ”غی“ میں ڈالنے کی وعید سنائی ہے۔

غی

اور یہ غی کیا ہے؟ اس کی وضاحت الزواجر عن اقتراف الکبائر میں یوں ہے:

”ہو وادفی جہنم بعید قعرہ و شدید عقابہ“

ترجمہ:- ”یہ جہنم کی ایک وادی ہے جو بہت گہری اور سخت عذاب والی ہے۔“

اور سعودی دارالافتاء سے شائع کردہ احکام نماز کے کتابچوں اور رسائل پر مشتمل مجموعہ کے صفحہ 204 پر شیخ عبدالملک علی الکلیب نے اپنے رسالہ ’الصلوٰۃ‘ کے حاشیہ میں غالباً علامہ ابن قیم سے نقل کرتے ہوئے لکھا ہے:

”ای شر او خسرا و اوقیل ہو وادفی جہنم بعید القعر من قیح و دم“ . (حوالہ بالا و انظر الصلوٰۃ لابن قیم: 41)

ترجمہ:- یعنی غی کا معنی شر اور نقصان اور یہ بھی کہا گیا کہ ”غی“ جہنم کی ایک وادی کا نام ہے جو انتہائی گہری اور خون و پیپ سے بھری ہوئی ہے۔

اور علامہ ابن قیم نے اپنی کتاب میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ”غی“ کا معنی یہ نقل کیا ہے:

”ہو نہر فی جہنم خبیث الطعم بعید القعر“ (کتاب الصلوٰۃ لابن قیم: 40)

ترجمہ:- غی جہنم کی ایک نہر کا نام ہے جو بڑی ہی بد مزہ اور گہری ہے۔

اور اسی سلسلہ میں ایک حدیث وہ بھی ہے جسے امام سیوطی نے الدر المنثور: 278/4 میں ابن جریر طبری، ابن مردویہ اور البعث للبیہقی کی طرف منسوب کیا ہے۔ جس

میں حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ جہنم کے کنارے سے اگر اس کو گرایا جائے تو وہ ستر سال تک بھی غی اور آٹام تک نہیں پہنچ پاتا اور جب پوچھا گیا

کہ غی اور آٹام کیا ہے؟ تو جواب ملا:

”بئران فی اسفل جہنم یسئل فیہما صدید اهل جہنم“ (کتاب الصلوٰۃ لابن قیم: 41)

ترجمہ: دو ذرخ کی اتھاہ گہرائی میں دو کنویں ہیں جن میں اہل جہنم کی پیپ بہتی ہے۔ (اعاذا اللہ منہ)

اس حدیث کو امام ابن کثیرؒ نے اپنی تفسیر میں ابن جریرؒ سے نقل کیا اور کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے اور اس کا مرفوعاً بیان ہونا منکر ہے۔
(تفسیر ابن کثیر: 128/4) اور علامہ بیہقی نے مجمع الزوائد: 389/10 میں کہا ہے کہ یہ حدیث طبرانی نے روایت کی ہے اس کے کئی رواۃ ضعیف ہیں۔ جنہیں ابن حبان نے موثق کہا ہے البتہ کہا ہے کہ وہ خطا کرتے تھے اور امام منذریؒ نے الترغیب: 272/4 میں کہا ہے کہ اس حدیث کو طبرانی و بیہقی نے مرفوعاً بیان کیا ہے جبکہ دوسرے محدثین نے اسے ابوامامہ پر موقوف بیان کیا ہے اور یہی صحیح تر بھی ہے۔
(تحقیق الصلوٰۃ لابن قیم)

بہر حال ایک اور حدیث میں بھی پابندی وقت کا ثواب اور لاپرواہی و عدم پابندی کا عقاب وارد ہوا ہے۔ چنانچہ صحیح ابن حبان، سنن دارمی، مسند احمد، معجم طبرانی، کبیر و اوسط اور شعب الایمان بیہقی میں حضرت عبداللہ بن عمروؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن نبی اکرم ﷺ نے نماز کو شروع کیا اور فرمایا:

”من حافظ علیہا کانت له نور او برہاناً و نجاتاً یوم القیامۃ و من لم یحافظ علیہا لم یکن له نور او لابرہاناً و لا نجاتاً و کان یوم القیامۃ مع قارون و فرعون و ہامان و ابی بن خلف“

ترجمہ: جس نے اس پر محافظت و پابندی کی اس کے لئے قیامت کے دن یہ نورِ راہ، برہان و دلیلِ خیر اور ذریعہ نجات بن جائے گی اور جس نے اس پر محافظت و پابندی نہ کی تو اس کے لئے یہ نہ نور ہوگی اور نہ برہان اور نہ ہی ذریعہ نجات اور قیامت کے دن اس کا حشر قارون، فرعون، ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔
اور نماز کی پابندی نہ کرنے والے شخص کا حشران بدنام زمانہ لوگوں کے ساتھ کیوں ہوگا اس کی حکمت بھی بعض اہل علم نے بیان کی ہے: چنانچہ علامہ بیہقی نے الزواجر: 133/1 میں کسی کا نام لئے بغیر بعض علماء کے حوالہ سے اور دورِ حاضر کے معروف عالم سید سابقؒ نے فقہ السنہ: 93/1 میں علامہ ابن قیمؒ کی طرف منسوب کرتے ہوئے وہ حکمت ذکر کی ہے کہ ان چار (بدنام زمانہ) اشخاص کے ناموں کو خاص طور پر ذکر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ چاروں کفار کے سردار ہیں اور ان کے ذکر کو مخصوص کرنے میں ایک بدلع نقطہ بھی ہے اور وہ یہ کہ نماز پر محافظت و پابندی نہ کرنے کا سبب یا تو کسی کا مال ہو سکتا ہے یا پھر حکومت یا کسی کی کرسی وزارت و ملازمت علیا یا پھر تجارت۔

اور اگر کسی کو اس کے مال کے غرور نے نماز پر پابندی سے روک لیا تو اس کا حشر و انجام (بڑے بڑے خزانوں کے مالک) قارون کے ساتھ ہوگا اور اگر کسی کو اس کی حکومت نے عدم پابندی پر برا بیچنے کیا تو اس کا انجام (اپنے وقت کے سب سے بڑے حاکم) فرعون کے ساتھ ہوگا اور اگر کسی کو اس کی وزارت (ملازمت علیا) نے نماز پر پابندی سے باز رکھا تو اس کا انجام (فرعون کے وزیر و افسرِ اعلیٰ) ہامان کے ساتھ ہوگا اور اگر کسی کو وسیع تجارت و برنس، یعنی کھلے کاروبار نے نماز کی پابندی نہ کرنے دی تو اس کا حشر (کفار مکہ کے بڑے تاجر) ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔

(کتاب الصلوٰۃ لابن قیم: (46, 47))

